عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ

الفضل

قادیان

یوم چہار شنبہ

167

قیمت سالانہ ۱۸ روپے — ماہوار ۱½ روپیہ

جلد ۳۵ | ۲۷ ماہ ظہور ۱۳۲۶ ہش | ۱۰ شوال ۱۳۶۶ ھ | ۲۷ اگست ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۹۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۶ ماہ ظہور ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۴½ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کے پاؤں کے درد نقرس میں نسبتاً افاقہ ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں

آج بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے مختصر سی تقریر فرمائی ؁

دُعا

روائت ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو ایک جلیل القدر صحابی اور نہایت معتبر اور ثقہ راویان حدیث میں سے ہیں۔ ایک دفعہ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ کسی نے آکر آپ کو اطلاع دی۔ کہ آپ کا مکان جل رہا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ ایسا نہیں ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے آج صبح آیت کریمہ انی ربی علی صراط مستقیم کا ورد کیا تھا۔ اور میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص صبح اس کا ورد کرے گا۔ وہ شام تک ہر قسم کے آزار اور بلا سے محفوظ رہے گا۔ اور جو شخص شام کو اس کا ورد کرے گا۔ وہ صبح تک آفات سے مامون و مصئون ہوگا۔ یہ فرمانے کے بعد آپ نے فرمایا چلو چل کر دیکھیں چنانچہ جب جا کر دیکھا۔ تو آپ کا مکان بالکل محفوظ تھا۔ اگرچہ ارد گرد کے تمام کے تمام مکانات جل کر خاک اور راکھ کا ڈھیر ہو چکے تھے۔

جماعت احمدیہ میں سینکڑوں کی تعداد میں ایسے احباب موجود ہیں جنہوں نے دعا کی ایسی ہی معجزانہ تاثیرات کا اپنی ذات میں تجربہ کیا ہے۔

قرآن کریم اور احادیث میں بہت سی ایسی ماثورہ دعائیں ہیں۔ جن کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔ افسوس کہ آج مسلمانوں نے دعا کو بالکل چھوڑ رکھا ہے۔ نماز بھی جو بہترین اور مؤثر ترین دعا ہے۔ اس کو بھی جو لوگ ادا کرتے ہیں۔ محض ایک معمولی چیز سمجھ کر بطور رسم کے ادا کرتے ہیں۔ ان کے دل میں وہ جوش اور خشوع و خضوع پیدا نہیں ہوتا۔ جو آسمانی رحمتوں کو کھینچنے والا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بہت حد تک دین کے صحیح مرکز سے ہٹ گئے ہیں۔ اور تعلق باللہ جو دین اسلام کا منتہائے مقصود ہے۔ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔

الحمدللہ اس زمانے میں امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے از سر نو مسلمانوں اور دنیا کی توجہ اس طرف کرائی ہے۔ آج اگر تمام دنیا خاص کر مسلمان سچے دل سے خدا کی طرف مائل ہو جائیں۔ اور اس نسخہ عمل پر عمل پیرا ہو جائیں۔ جو حضور علیہ السلام نے از سر نو ان کے نقطہ نظر سے سامنے رکھا ہے۔ تو یقیناً دنیا کے موجودہ مصائب ختم ہو جائیں۔

افسوس ہے کہ مغرب کے مادی فلسفہ کے زیر اثر مسلمان بھی دعا کی نعمت سے محروم ہو گئے ہیں۔ حالانکہ مسلمان کا سب سے کارگر ہتھیار دعا ہی ہے قرآن کریم اور احادیث میں سینکڑوں ہر موقعہ کی دعائیں بکھری ہوئی ہیں۔ اگر مسلمان ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ تو آج ہی ان کی حالت میں ایک قابل قدر تبدیلی پیدا ہو جائے۔ باعث یہ ہے کہ لوگ مادیات کی طرف اس طرح جھک گئے ہیں۔ کہ ان کو دعا کا فلسفہ ہی بالکل فراموش ہو گیا ہے۔ دعا کوئی جادو یا ٹونہ نہیں ہوتی۔ جو جنتر منتر کا سا اثر رکھتی ہو۔ اگرچہ جماعت احمدیہ نے اس زمانے میں ایسے بھی بے شمار مواقع دیکھے ہیں کہ ادھر دعا کی۔ اور ادھر اس کا فوری اثر ہوا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے قبولیت دعا کے بہت سے اصول جگہ بہ جگہ بیان فرمائے ہیں۔ اگر ہم ان کو مد نظر رکھیں تو یقیناً سونی صدی کامیابی ہوتی ہے

دعا کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہوتا کہ انسان ان مادی ذرائع کو ترک کر دے۔ جو کسی مقصد کے حصول کے لئے کونی قوانین کے مطابق ضروری ہوتے ہیں اور صرف [illegible] پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے اور صرف دعاؤں پر دعائیں مانگتا چلا جائے اللہ تعالےٰ نے جو ذرائع تکوینی قوانین کے ماتحت کسی مقصد کے

آج سے ایک سال قبل

۲۷ اگست ۱۹۴۶ء کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بمقام ڈلہوزی اپنے چند رویا بیان فرمائے۔ اور ان کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑی مشکل ہمارے لئے پیش آنے والی ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا فضل ہمارے ساتھ رہے گا۔ اور خدا تعالےٰ ہمارے کئی دوستوں کو ان بلاؤں کے اثرات سے محفوظ رکھے گا۔ اور ہمارے غموں کو دور کرے گا" (الفضل ۲۳ اگست ۱۹۴۶ء)

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

"دعا"

اس سلسلہ میں عزیزوں اور دوستوں کو خوشی خوشی موت قبول کرنے اور لقائے الٰہی کے حصول میں ہر تکلیف مردانہ وار برداشت کرنے کی نہایت دل نشین الفاظ میں تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جو کرم۔ جو رحم۔ جو شفقت۔ جو مروت اور جو احسان مجھے اپنے خداوند خدا میں نظر آیا۔ وہ ہرگز کسی دوسرے میں نظر نہیں آیا۔ پس ایسے خدا کے لقاء سے اور اس کے روبرو پیش ہونے سے ڈرنے کے کیا معنی"۔

جب دیکھا جائے کہ یہ الفاظ اس انسان کے قلم سے نکلے۔ جو واقعی خوشی خوشی موت سے ہمکنار ہوا۔ جسے موت کسی مرحلہ پر ایک لمحہ کے لئے بھی ہراساں نہ کر سکی۔ اور جس نے یہ تحریر اس لئے تصنیف فرمائی۔ کہ جب وہ شاداں و فرحاں موت کی گھاٹی سے گذر جائے۔ تو اس کی طرف سے اس کے دوستوں اور عزیزوں تک پہنچا دی جائے۔ تو یہ ایک ایسی اہم دستاویز بن جاتی ہے۔ جسے ہر احمدی کو ہر وقت اور خاص کر اس وقت جبکہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی جان پیش کر دینے کا موقع میسر آ رہا ہے۔ پیش نظر رکھنا چاہیئے تا وہ کسی رنگ میں بھی موت کا ڈر یا خوف اپنے پاس تک نہ آنے دینا چاہیئے کیونکہ بالفاظ حضرت میر صاحب مرحوم و مغفور موت ایک سڑک ہے۔ جو انسان کو پہلی منزل سے بالا خانہ تک پہنچاتی ہے۔

موت کے مرحلہ سے گزرنے کے بعد چونکہ جسد بے روح کیلئے کچھ اور مرحلے بھی اس دنیا میں باقی تھے۔ اس لئے ان کے بارے میں بھی حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی خواہش اور تمنا کا اظہار کیا۔ اور الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے اس پیارے بندہ کی ان تمناؤں کو بھی اپنے فضل سے اسی طرح پورا فرمایا۔ جس طرح وہ چاہتا تھا۔

اپنی نعش کو غسل دینے کے متعلق حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ خواہش ظاہر فرمائی اور خدا تعالیٰ کے غنی کا پورا پورا احترام کرتے ہوئے فرمایا کہ

"میری نعش کو غسل دینے کے لئے اگر ممکن ہو تو شیخ عبدالرحیم صاحب بھائی جی اور شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی اور حکیم عبداللطیف صاحب شہید کو بلا لیا جائے۔ شہید صاحب پانی ڈالیں۔ کفن موجود ہے"۔

آخر جب وہ وقت آیا۔ کہ حضرت میر صاحب کی روح ملاء اعلیٰ میں پرواز کر گئی۔ اور صرف ان کی "نعش" رہ گئی۔ تو اس کے متعلق آپ نے جس خواہش کا اظہار فرمایا تھا اسے پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے سامان کر دیئے۔

مذکورہ بالا تینوں اصحاب زندہ و سلامت تھے۔ قادیان میں موجود تھے۔ اور صحت و تندرستی کی حالت میں تھے۔ وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لئے خود پہنچ گئے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں حضرت میر صاحب کی خواہش کو لفظاً بلفظاً پورا کرنے کی توفیق دی۔

میں نے حضرت میر صاحب کی وفات کے بعد حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب بھائی جی سے پوچھا۔ حضرت میر صاحبؓ نے اپنی زندگی میں آپ سے اس بات کا ذکر کیا ہوگا۔ اس وقت آپ نے یہ نہ کہا۔ کہ کیا جانتا ہے۔ پہلے کون فوت ہو۔ سمجھنے لگے۔ میں نے یہ کہا تھا۔ مگر میر صاحب نے جواب دیا۔ آپ لوگ مجھ سے پہلے نہیں فوت ہوں گے۔ پہلے میری باری ہے۔

نعش کے غسل کے بعد قبر کا سوال آتا ہے۔ اس کے متعلق بھی حضرت میر صاحب نے اپنی خواہش کا اظہار فرمایا۔ اور خدا تعالیٰ کی قضا و قدر کے متعلق اپنی پوری رضا کے ساتھ فرمایا۔ نیز حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے کمال ادب و احترام کے ساتھ حسن طلب میں بھی کمال کر دیا۔ چنانچہ لکھا۔

"درخواست۔ آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی خدمت میں بعد السلام علیکم کے عرض ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے انجام سے آگاہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ میرا انجام اچھا کرے اور مجھے بہشتی مقبرہ کا اہل بنائے۔ اگر یہ فضل مجھ پر خدائے قدوس کی طرف سے ہو جائے۔ تو میری خواہش ہے کہ اپنے لوگوں میں دفن ہوں ایک جگہ حضرت والدہ صاحبہ اور دیوار کے درمیان ایک قبر کی ہے۔ حضور کی مہربانی ہوگی اگر مجھے وہاں دفن کیا جائے۔ و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

والسلام۔ محمد اسمٰعیل"

خدا تعالیٰ نے حضرت میر صاحب کی یہ خواہش بھی بعینہٖ پوری فرمائی۔ اسی جگہ ان کی قبر بنی جہاں ان کی خواہش تھی۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رشتہ کے لحاظ سے نہایت معزز رتبہ رکھنے کے علاوہ حضرت میر صاحب نے اپنی ساری زندگی اسلام اور احمدیت کی خدمت [illegible] صرف کر دی۔ ہر قربانی اور ایثار کے وقت [illegible] پیش پیش رہے۔ [illegible] [illegible] کا ذکر ہو۔ بلکہ اپنی انتہائی [illegible] درخواست" کے طور پر پیش کیا۔ اور "حضور کی مہربانی ہوگی" کو [illegible] قرار دے کر خاموش ہو گئے۔ [illegible] امام کو [illegible] سے بڑی خواہش اور تمنا [illegible] کسی حالت میں بھی انتہائی ادب۔ احترام۔ اطاعت اور فرمانبرداری کے [illegible] مقام ہے۔ جو [illegible] ہے۔ اور جسے حاصل کئے بغیر [illegible] نہ دنیا میں فلاح [illegible] میں سرخرو ہو سکتا ہے۔

حضرت میر صاحب مرحوم و مغفور کی زندگی بے شک بہتوں کے [illegible] روحانی اور جسمانی زندگی تھی۔ لیکن فوت ہو کر آپ ایسا اسوہ اور نمونہ قائم کر گئے ہیں۔ جو دوستوں تک کے لئے رہنمائی کا میدان [illegible] ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ

ملفوظات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے ہمیں ایک بالغ نظر۔ دور اندیش اور مرکزی نفس امام عطا فرمایا ہے۔ جو وقت سے بہت پہلے آنے والی مشکلات کو بھانپ لیتا ہے اور ہمیں ان سے آگاہ کر دیتا ہے۔ ۲۶ رجولائی ۱۹۴۷ء کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔ "ہماری جماعت پر قریب کے زمانہ میں ایک نیا دور آنے والا ہے۔ ایک عہد جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے معلوم ہوتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ دور ہماری جماعت پر کس رنگ میں اثر انداز ہوگا۔ آیا اس عرصہ کو تنظیمی رنگ میں اہمیت حاصل ہے۔ یا اسے اس لحاظ سے اہمیت ہے کہ وہ جماعت کے لئے مصیبت کا عرصہ ہے۔ ...... پس جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے اندر بھی تغیر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ جب بھی کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے۔ تو اس میں خیر اور شر دونوں کا خطرہ موجود ہوتا ہے۔ عوام الناس اور جاہل لوگ تغیرات کی پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن حقیقت آشنا لوگ ہر چھوٹے سے چھوٹے تغیر کے وقت گھبرا جاتے ہیں۔ ...... جب تک کوئی تغیر پورے طور پر ظاہر نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ مبارک ہوگا یا مضر ہوگا۔ پس ہماری جماعت کا فرض ہے۔ کہ ہر تغیر کے وقت زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرے ...... اللہ تعالیٰ کی جماعتوں کے لئے عذاب نہیں ہوتا۔ بلکہ ابتلا ہوتے ہیں۔ جن میں ثابت قدمی دکھانے کے بعد ان کے لئے انعامات ہوتے ہیں۔ ...... دوستوں کو غفلت کو ترک کرتے ہوئے ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ اور اپنی تنظیم کو ہر رنگ میں مکمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے"۔

(الفضل ۹ راگست ۱۹۴۷ء خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ رجولائی ۱۹۴۷ء)

الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے۔ (تذکرہ صفحہ ۶۴۸)

ہزاروں آدمی تیرے پروں کے نیچے ہیں (تذکرہ صفحہ ۶۵۰)

نیکی یہی ہے کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا۔ (تذکرہ صفحہ ۶۵۰)

تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔ (تذکرہ صفحہ ۶۵۲)

انی انرتک و اخترتک ترجمہ۔ میں نے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا۔